مسائلِ اربعہ

فرضوں کے بعد دُعا، جرابوں پر مسح

مرد و عورت کی نماز میں فرق، ننگے سر نماز پڑھنا،

غیر مُقلّدین عُلماء کی نظر میں

حسبِ ارشاد

محدّثِ اعظم پاکستان حضرۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم

مرتب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

ناشر

مکتبہ فاروقیہ گوبند گڑھ گوجرانوالہ

www.ahnafmedia.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۱ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا

آج کل غیر مقلدین نے یہ مسئلہ شروع کیا ہوا ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا ثابت نہیں ہے۔ حالانکہ خود غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی المتوفی ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء فرضوں کے بعد دعا مانگنے کے قائل تھے۔ ہم یہاں پر ان کے چار فتوے فتاویٰ نذیریہ میں سے بجنسہٖ نقل کرتے ہیں۔ سید محمد نذیر حسین دہلوی کے علاوہ محمد عبد السلام، محمد ابو الحسن، حفیظ اللہ، سید شریف حسین، محمد عبد الرب، سید احمد حسن وغیرہ بھی نذیر حسین کے ساتھ ہیں۔

فتویٰ نمبر ۱

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد فرض نماز کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ہاتھ اٹھا کر بعد نماز فرض کے دعا مانگنا درست ہے اکتاب عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی میں ہے:

حدثنی احمد بن الحسن حدثنا ابو اسحٰق یعقوب بن خالد بن یزید البالسی حدثنا عبد العزیز بن عبد الرحمٰن القرشی عن خصیف عن انسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ

۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ہر نماز کے بعد اپنے ہاتھ پھیلائے

وسلم انہ قال ما من عبد یبسط کفیہ فی دبر کل صلوٰۃ ثم یقول اللّٰھم الٰہی واله ابراھیم واسحٰق ویعقوب واله جبریل ومیکائیل واسرافیل اسئلك ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتك فانی مذنب وتنفی عنا الفقر فانی متمسکن الا کان حقا علی اللہ عزوجل ان لا یرد یدیہ خائبتین۔

یعنی: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلائے، پھر کہے اللھم الٰہی واله ابراہیم... الخ تو اللہ تعالیٰ اسکے دونوں ہاتھوں کو نامراد نہیں پھیرتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بعد فرض نماز کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے۔ اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی عبد العزیز بن عبد الرحمٰن اگر متکلم فیہ ہے جیسا کہ میزان الاعتدال وغیرہ میں مذکور ہے لیکن اس کا متکلم فیہ ہونا ثبوت جواز واستحباب کے منافی نہیں۔ کیونکہ حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہو استحباب وجواز ثابت ہوتا ہے۔ قال فی فتح القدیر فی الجنائز والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع۔ انتہیٰ۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے: قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی، حدثنا ابو معمر المقری

اور کہے، اے میرے خدا اور ابراہیم، اسحٰق، یعقوب کے خدا اور جبریل اور میکائیل اور اسرافیل کے خدا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تو میری دعا کو قبول فرما، میں بے قرار ہوں، تو میرے دین کو محفوظ رکھ، میں مبتلا ہوں، مجھے اپنی رحمت میں لے لے میں گنہ گار ہوں، ہم سے فقر دور کر دے، میں مسکین ہوں تو اللہ پر حق ہے کہ اسکے ہاتھوں کو خالی نہ لوٹائے۔ ۲ ضعیف حدیث سے استحباب ثابت ہو جاتا ہے۔

www.ahnafmedia.com

حدثنی عبدالوارث حدثنا علی بن زید عن سعید بن المسیب عن[1] ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدہ بعد ما سلم وھو مستقبل القبلۃ فقال اللّٰھم خلص الولید بن الولید وعیاش بن ابی ربیعۃ وسلمۃ بن ھشام وضعفۃ المسلمین الذین لا یستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا من ایدی الکفار ذکرہ الحافظ ابن کثیر فی تفسیر ایۃ الا المستضعفین من الرجال والنسآء والولدان لا یستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا۔ یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام پھیرنے کے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور آپ قبلہ رو تھے پس کہا اللّٰھم خلص الولید بن الولید... الخ۔

اس حدیث کے راویوں میں علی بن زید ہے جس کو حافظ ابن حجر نے تقریب میں ضعیف کہا ہے، لیکن اس کا ضعیف ہونا ثبوت جواز و استحباب کے منافی نہیں ہے۔ کما مرّ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: عن الاسود بن عامر عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیہ ودعا الحدیث۔ یعنی عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، پس جب آپ نے سلام پھیرا، تو قبلہ کی طرف سے منحرف ہوئے

[1] حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رخ بیٹھے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ ولید بن ولید اور عیاش بن ربیعہ اور سلمہ بن ہشام اور کمزور مسلمانوں کو نجات دے جو کسی حیلہ کی طاقت نہیں رکھتے اور کفار کے ہاتھ سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتے۔

اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دُعا کی۔

ان احادیث سے بعد نماز فرض کے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا قولاً و فعلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ العاجز عین الدین عفی عنہ۔

سیّد محمد نذیر حسین

فتاوی نذیریہ ص ۵۶۵ ج ۱

فتویٰ نمبر ۲

سوال: نماز فرض کے بعد دُعا کے لیے رفع الیدین ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب: رفع الیدین بعد نماز فریضہ بعض[1] احادیث ضعیفہ سے ثابت ہے۔ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد بسط کفیہ دبر کل صلوۃ یقول اللّٰھم الٰھی والہ ابراھیم۔ الحدیث رواہ ابن السنی فی کتابہ عمل الیوم واللیلۃ۔

وعن الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر۔ فلما سلم انصرف ورفع یدیہ ودعا الحدیث۔ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ

حررہ عبدالرحیم عفی عنہ۔

سیّد محمد نذیر حسین

فتاوی نذیریہ ص ۵۶۵ ج ۱

فتویٰ نمبر ۳

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

[1] قولہ: بعض احادیث ضعیفہ ..... الخ۔ اقول: بعض احادیث صحیح بھی ہیں۔ جن کا ذکر آگے آئے گا۔ ۱۲۔ (ابو سعید محمد شرف الدین۔)

www.ahnafmedia.com

بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کے دُعا مانگنا درست ہے یا بدعت ؟ زید کہتا ہے
کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا بدعت ہے۔ بینوا توجروا ،

الجواب: صاحب فہم پر مخفی نہ رہے کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کے دُعا مانگنا جائز و مستحب ہے اور زید مخطی ہے :

عن[1] انس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال مامن عبد یبسط کفیہ فی دبر کل صلوٰۃ ثم یقول اللّٰھم الٰھی واله جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اسئلك ان تستجیب دعوتی فانی مضطر و تعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتك فانی مذنب وتنفی عنی الفقر فانی متمسکن الا کان حقا علی اللہ عزوجل ان لا یرد یدیہ خائبتین۔ رواہ الحافظ ابو بکر بن السنی عہ۔

عن[2] الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیہ ودعا ... الخ۔ رواہ الحافظ ابو بکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ۔ اور حافظ جلال الدین نے اپنی

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی نماز کے بعد اپنے ہاتھ پھیلا کر کہے اے میرے اور جبریل اور میکائیل اور اسرافیل کے خدا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری دُعا کو قبول فرما میں بے قرار ہوں میرے دین کو محفوظ رکھ میں فتنوں میں مبتلا ہوں مجھے اپنی رحمت میں لے لے میں گناہ گار ہوں، میرے فقر کو دُور کر دے، میں مسکین ہوں، تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کے ہاتھوں کو ناکام نہ لوٹائے۔ عہ اسکی سند میں عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن قرشی ضعیف ہے۔ ۱۲ (ابو سعید محمد شرف الدین) [2] اسود عامری کے باپ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا، تو رُخ ہماری طرف کیا، اپنے ہاتھ اُٹھائے اور دُعا مانگی۔ ۱۲

کتاب فض الدعاء فی احادیث رفع الیدین فی الدعاء میں روایت کیا ہے محمد بن یحییٰ اسلمی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اٹھاتے تھے اپنے ہاتھ کو دُعا میں مگر جب کہ فارغ ہوتے نماز سے اور کہا ہے اس حدیث کے راوی جتنے ہیں سب ثقہ ہیں : عن[1] محمد بن یحییٰ الاسلمی قال رأیت عبد اللہ بن زبیر ورأی رجلا رافعا یدیہ قبل ان یفرغ من صلوٰتہ فلما فرغ منہا قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلوٰتہ ورجالہ ثقات عہ اور نیز ابوداؤد میں ہے

---

[1] عبداللہ بن زبیر نے ایک آدمی کو دیکھا اس نے پوری نماز پڑھنے سے پہلے ہی ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے۔ عہ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو صاحب مجمع الزوائد نے بھی نقل کیا ہے۔ حیث قال عن محمد بن ابی یحیی قال رأیت عبد اللہ بن الزبیر ورأی رجلاً رافعا یدیہ یدعو قبل ان یفرغ من صلوٰتہ فلما فرغ منہا قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلوٰتہ۔ رواہ الطبرانی وترجم لہ فقال محمد بن یحیی الاسلمی عن عبد اللہ بن الزبیر ورجالہ ثقات ... انتھی۔ مجمع الزوائد قلمی ۳۳۴/۲۲ کتاب الادعیۃ باب ماجاء فی الاشارۃ فی الدعاء ورفع الیدین۔ وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم الصبح فافزعوا الی الدعاء، وباکروا فی طلب الحوائج اللھم بارك لامتی فی بکورھا ... انتھی۔ اس حدیث کو علی متقی نے کنز العمال ۱۸/۲ میں صحیح مسلم، ابوداؤد، نسائی وغیرہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ وعن ابی بکرۃ

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.ahnafmedia.com

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سوال کرو اللہ تعالیٰ سے تو سوال کرو بطون
کف اپنے کے ساتھ، اور نہ سوال کرو اس سے ساتھ ظہور کف اپنے کے : عن
مالك بن يسار قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سألتم الله
فاسئلوه ببطون اكفكم ولا تسئلوها بظهورها و فی روایة ابن عباس قال
سلوا الله ببطون اكفكم ولا تسئلوه بظهورها فاذا فرغتم فامسحوا
بها وجوهكم[ع] رواه ابو داؤد ۔ اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب ہاتھ، دعا میں اٹھاتے تو نہیں چھوڑتے تھے یہاں تک کہ
مسح کرتے اپنے منہ کو : عن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه و
سلم اذا رفع يديه فى الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه[ع]
رواه الترمذی اور نیز مشکوٰۃ کے صـ۱۸ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جب بندہ ہاتھ اُٹھا کے دُعا کرتا ہے تو اللہ شرم کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ خالی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ : رضی اللہ عنہ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سلوا
الله ببطون اكفكم ولا تسئلوه بظهورها. رواه الطبرانی فی الكبير ورجاله
رجال الصحيح غير عمار بن خالد الواسطى وهو ثقة مجمع الزوائد صـ۱۶۹ ج۱۰،
كنز العمال صـ۶۴، فضل الدعاء صـ۵ وفی روایة ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعا
عند ابن ماجة اذا دعوت الله فادع ببطن كفيك... الخ ۔ حاصل ان حدیثوں کا
یہ ہے کہ آپ نے فرمایا، صبح کی نماز کے بعد یعنی فرض نماز کے بعد دعا مانگو اور جب دعا مانگو تو
ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگو، نتیجہ یہ ہوا کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو ، وہو المدعی،
واللہ اعلم ۔ ابو سعید محمد شرف الدین مصحح فتاویٰ ہذا ۔
نا شر صفحہ ہذا، عہ سندہ ضعیف واخرجہ ایضا الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرك
عن ابن عباس مرفوعا کنز العمال ۔ ۱۲ ابو سعید محمد شرف الدین ۔ عہ اخرجہ ایضا الحاکم
فی المستدرك وقال الترمذی صحیح غریب ۱۲ کنز العمال ۔ ۱۲ ابو سعید محمد شرف الدین

پھیر دے ۔ عن سلمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
ربكم حى كريم يستحى من عبده اذا رفع يديه ان يردهما صفرا ۔
رواه الترمذی وابوداؤد والبیهقی فی الدعوات الکبیر[عہ] ۔
علاوہ اس کے دعا میں ہاتھ اٹھانا شریعت من قبلنا سے بھی ثابت ہے ۔
چنانچہ بخاری صـ۴۷۵ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت ہاجرہ کو چھوڑ چلے،
پھر جب کہ ثنیہ کے پاس پہنچے تو قبلہ کی طرف منہ پھیر کر ہاتھ اُٹھا کے دُعا کی، امام
نووی صاحبؒ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں[۱]: هذا
حديث مشتمل على كثير من الفوائد ومنها استحباب رفع اليدين فى
الدعاء انتهى ۔ اور ادب المفرد کے صـ۸۹ میں ہے : [۲]عن عكرمة عن عائشة
انه سمعه منها انها رأت النبى صلى الله عليه وسلم يدعو رافعا
يديه يقول اللهم انما انا بشر فلا تعاقبنى ايما رجل من المومنين اذيته
[۳]وعن ابى هريرة قال قدم الطفيل بن عمرو الدوسى على رسول الله

---

[۱] یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے اس سے دُعا میں ہاتھ اُٹھانے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔
[۲] حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے دیکھا آپ
کہہ رہے تھے اے اللہ میں بھی ایک آدمی ہوں اگر میں نے کسی مومن کو کوئی تکلیف دی ہو، یا
کوئی سخت کلامی کی ہو تو مجھے معاف کر دینا ۔ [۳] طفیل بن عمرو دوسیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسولؐ دوس نے نافرمانی کی اور دین حق کا انکار کیا، آپؐ ان پر
بد دُعا کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے ہاتھ اُٹھائے لوگوں نے سمجھا کہ
آپ ان پر بد دعا کریں گے آپ نے فرمایا اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انکو میرے پاس لا۔ عہ اخرجہ ایضا
احمد وابن ماجة وابن حبان فی صحیحه والحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین
الترغیب والترهیب وکنز العمال ۱۲ ابو سعید محمد شرف الدین

www.ahnafmedia.com

صلّی اللہ علیہ وسلّم فقال یارسول اللہ انّ دوسا عصت دابت فادع اللہ علیھا فاستقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القبلۃ ورفع یدیہ فظن الناس انہ یدعو علیھم فقال اللّٰھم اھد دوسا وائت بھم۔ پس ان احادیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اُٹھا کے دُعا مانگتے تھے اور دُعا میں ہاتھ اُٹھانا مسنون طریقہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ محمد عبدالغفور عفی عنہ۔

سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱

سید محمد عبدالسلام غفرلہ ۱۲۹۹

سید محمدؐ ابوالحسن ۱۳۰۵

فتاوی نذیریہ ص۵۶۹ ج۱

فتوٰی نمبر۴

مسئلہ[1]: چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ رفع یدین در دعائے کہ بعد ادائے نماز کردہ می شود، چنانکہ معمول ائمہ دیار است از احادیث قولیہ یا فعلیہ ثابت است یا نہ ہرچند کہ فقہاء ایں را مستحسن می نویسند واحادیث در مطلق رفع یدین در دعا نیز وارد اند لیکن دریں خصوص ہم حدیثے وارد است یا نہ۔ بینوا توجروا۔

ھوالمصوب[2]: دریں خصوص نیز حدیثے وارد است چنانچہ حافظ ابوبکر احمد بن اسحٰق بن السنی در کتاب عمل الیوم واللیلہ می نویسند۔ حدثنی احمد

---

[1] کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا جیسا کہ اس علاقہ کے علماء کا دستور ہے کسی حدیث قولی یا فعلی سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگرچہ فقہاءؒ اس کو مستحسن کہتے ہیں اور دعا میں ہاتھ اٹھانے کے متعلق بھی احادیث میں آیا ہے لیکن خصوصًا اس دُعا کے متعلق بھی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟

[2] اس مخصوص دعا کے بارے میں بھی حدیث ہے۔ انس نبی صلّی اللہ علیہ

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

بن الحسن حدثنا ابو اسحٰق یعقوب بن خالد بن یزید البالسی حدثنا عبد العزیز بن عبد الرحمٰن القرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما من عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلوۃ ثم یقول اللّٰھم الٰھی واِلٰہ ابراھیم واسحٰق ویعقوب واِلٰہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتک فانی مذنب وتنفی عنی الفقر فانی متمسکن الا کان حقا علی اللہ عزّ وجلّ ان لا یرد یدیہ خائبتین۔ اگر گفتہ شود کہ دو سند ایں روایت عبد العزیز بن عبد الرحمٰن است، و آن متکلم فیہ است۔ چنانچہ در میزان الاعتدال وغیرہ مصرح است گفتہ خواہد شد، کہ حدیث ضعیف برائے اثبات استحباب کافی است، چنانچہ ابن ہمام در فتح القدیر در کتاب الجنائز می نویسد۔ والاستحباب یثبت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو آدمی ہر نماز کے بعد اپنے ہاتھ پھیلا کر یہ دعا کرے اے میرے اور ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کے خدا، اے جبریل میکائیل اسرافیل کے خدا میں اپنی دعا کی قبولیت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں بیقرار ہوں، میں مبتلا ہوں، میرے دین کو محفوظ رکھ میں گناہگار ہوں مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے میں مسکین ہوں میرا فقر دور کر دے تو اللہ پر حق ہے کہ اس کو خالی ہاتھ نہ لوٹائے۔

اگر اس حدیث پر یہ اعتراض کیا جائے کہ اسکی سند میں عبد العزیز بن عبد الرحمٰن متکلم فیہ ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ استحباب کے ثبوت کے لیے ضعیف حدیث بھی کافی ہے چنانچہ ابن الہمام نے فتح القدیر کتاب الجنائز میں اسکی تصریح کی ہے اسود عامری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی آپ نے سلام پھیرا اور رُخ ہماری طرف کیا اپنے ہاتھ اُٹھائے اور دُعا مانگی تو معلوم ہوا کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

www.ahnafmedia.com

بالضعیف غیر الموضوع ۔ واللہ اعلم ۔

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۔

سید محمد نذیر حسین | ابوالحسنات محمد عبدالحی | حسبنا حفیظ اللہ

الجواب صحیح والرای نجیح ۔ ویؤیدہ ماروا ہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیہ قال صلّیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما انحرف رفع یدیہ ودعا الحدیث فثبت بعد الصّلوٰۃ المفروضۃ رفع الیدین فی الدعاء عن سید الانبیآء واسوۃ الاتقیاء صلی اللہ علیہ وسلم کما لا یخفی علی العلماء الاذکیاء ۔

حررہ السّید شریف حسین عفا اللہ عنہ فی الدارین

سید شریف حسین | سید محمد نذیر حسین | حسبنا حفیظ اللہ

محمد عبدالرب | سید احمد حسن | فتاویٰ نذیریہ ص ۱۶۰ ج ۱

مسئلہ نمبر۲، جرابوں پر مسح کرنا

موجودہ دور کے غیر مقلدین کا عمل اور فتویٰ یہ ہے کہ ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے ۔ حالانکہ یہ بات نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحیح ، صریح ، مرفوع حدیث سے ۔ بلکہ خود مولانا سید نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کا فتویٰ بھی موجودہ غیر مقلدین کے خلاف ہے ۔ ہم یہاں پر فتاویٰ نذیریہ سے وہ فتویٰ نقل کرتے ہیں ۔ یہ فتویٰ اصل عربی زبان میں ہے اور فتوی کے نیچے اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہوا ہے یہاں پر صرف اردو ترجمہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے ۔

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اونی یا سوتی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں ؟ یہ تو معلوم ہے کہ جرابوں پر مسح کرنے کی حدیث ضعیف ہے اور امام ترمذی نے جو اس کو صحیح کہا ہے محدثین نے اسے قبول نہیں کیا اور اگر موزوں کے مسح پر اس کو علتِ مشترکہ کی بنا پر قیاس کیا جائے تو اس سے فرض غسل جو قرآن سے ثابت ہے ساقط ہو جائے گا یا نہیں ؟ اور ائمہ نے جو جراب کے لیے موٹا ہونے اور پانی کے نفوذ نہ کرنے کی قید لگائی ہے ، تو کیا اس سے زیادہ کسی اور علت کا بھی اضافہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ پاؤں کا دھونا فرض ہے اور موزے پر مسح رخصت ہے ۔ کیا رخصتِ شرعیہ شارع کے بیان پر موقوف ہے یا نہیں ؟ جواب مفصل عنایت فرمائیں ۔

الجواب : مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے ، کیونکہ اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں ۔ استدلال تین چیزوں سے کیا گیا ہے ۔ حدیث مرفوع ، فعلِ صحابہؓ اور قیاس حدیث مرفوع تو وہ ہے جس کو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جراب اور جوتے پر مسح کیا ۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے ۔ اس پر اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال صحیح نہیں ہے ۔ عبدالرحمٰن بن مہدی یہ حدیث روایت نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ مغیرہ سے مشہور روایت موزے پر مسح کرنے کی ہے ۔ ابوموسیٰ اشعریؓ نے بھی جراب پر مسح کرنے کی روایت نقل کی ہے لیکن اس کی سند متصل نہیں ۔ امام مسلمؒ نے اس کو ضعیف کہا ہے ۔ مغیرہ بن شعبہ سے جتنے لوگوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے انھوں نے موزے پر مسح بیان کیا ہے ۔ صرف قیس اودی اور ہذیل بن شرجیل نے جراب کا لفظ بیان کیا ہے لیکن یہ دوسرے راویوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے سفیان ثوری سے کہا کہ اگر آپ مجھے ابوقیس

www.ahnafmedia.com

عن ہذیل کی حدیث سنائیں تو میں اس کو آپ سے قبول نہیں کروں گا۔ سفیان نے نے کہا وہ حدیث واقعی ضعیف ہے۔ علی بن مدینیؒ نے کہا۔ حضرت مغیرہؓ کی حدیث کو مدینہ، کوفہ اور بصرہ والوں نے روایت کیا ہے، سب موزہ کا ذکر کرتے ہیں صرف ابوقیس جراب کا تذکرہ کرتے ہیں۔ بیہقی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اس کو سفیان ثوریؒ اور عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، امام مسلمؒ نے ضعیف کہا ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ابن دقیق العید نے اس کی تصحیح پر اعتماد کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوقیس کی روایت دوسروں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ وہ تو ایک امر زائد بیان کر رہے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس روایت کے یہ الفاظ ہوتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر اور جرابوں اور جوتی پر مسح کیا تو ایک امر زائد تھا۔ لیکن اس نے تو موزے کے بجائے جراب اور جوتی کا ذکر کیا ہے تو یہ امر زائد نہیں ہے بلکہ ثقات کی مخالفت ہے۔ باقی رہا ترمذیؒ کا اس کو حسن صحیح کہنا تو امام نوویؒ نے کہا کہ جن لوگوں نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے ان میں سے ہر ایک امام ترمذیؒ سے مقدم ہے اور پھر یہ اصول بھی ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ لفظ جراب مختلف المفہوم ہے۔ موزے کے اوپر جو لفافہ پہنا جاتا ہے اس کو جرموق کہتے ہیں اور جرموق پر جو پہنا جاتا ہے اس کو جراب کہتے ہیں تو ممکن ہے جراب سے چمڑے کا وہ لفافہ مراد ہو جو جرموق پر پہنا جاتا ہے، تو میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل تو ہماری ہوگی نہ کہ تمہاری اور پھر یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ جراب پر مسح کرنے والوں کا مقصد تو یہ ہے کہ صرف جراب پر مسح کرنا جائز ہے حالانکہ اس حدیث میں جراب اور جوتی پر مسح کا ذکر ہے یعنی جراب کے اوپر جوتی

پہنے ہوئے آپؐ نے مسح کیا، صرف جراب پر مسح نہیں کیا۔

یہاں ایک اور خدشہ بھی ہے کہ جراب سُوتی بھی ہوتی ہے اور اُونی بھی، موٹی بھی اور باریک بھی اور وہ بھی جس کے نیچے چمڑا لگا ہوتا ہے تو جب تک کسی خاص لفظ سے پتہ نہ چلے کہ وہ جراب جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا وہ چمڑے والی نہ تھی تب تک مقصود مجوزین ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ چمڑے والی جراب تو موزہ ہی کے حکم میں ہے اگر کہا جائے کہ دوسری جراب کا بھی احتمال تو ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس میں جب صراحت نہیں ہے تو نفس مطمئن نہیں ہو سکتا اور حضورؐ نے فرمایا ہے "شک والی چیز کو ترک کر دو"۔

باقی رہا صحابہ کرامؓ کا عمل تو ان سے مسح جراب ثابت ہے اور تیرہ صحابہ کرامؓ سے نام صراحت سے معلوم ہیں کہ وہ جراب پر مسح کیا کرتے تھے۔ یعنی حضرت علیؓ، عمارؓ، ابومسعود انصاریؓ، انسؓ، ابن عمرؓ، براء بن عازبؓ، حضرت بلالؓ، عبداللہ بن ابی اوفیؓ، سہل بن سعدؓ، ابوامامہؓ، عمرو بن حریثؓ، عمرو بن عباسؓ اگر حدیث مرفوع کے بجائے انکے عمل سے استدلال کیا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے لیکن ان کے عمل میں ایک اور شبہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ فعل ایک ایسا کام ہے جس میں اجتہاد کو دخل ہے اور جس میں اجتہاد کو دخل ہو صحابی کا وہ فعل مرفوع حکمی نہیں کہلا سکتا۔

باقی رہا قیاس کا مسئلہ کہ جب موزہ پر مسح جائز ہے تو قیاساً جراب پر بھی جائز ہونا چاہیے کیونکہ ان دونوں میں کوئی فرق مؤثر نہیں ہے۔ اس پر شبہ یہ ہے کہ اگر مسح موزہ کی کوئی علت منصوص ہوتی۔ تو اس علت کی بناء پر جراب کے مسح کو اس پر قیاس کر لیا جاتا لیکن یہاں کوئی علت منصوص نہیں ہے ممکن ہے ہم کوئی اور علت سمجھیں اور حقیقت میں کوئی اور ہو۔ اگر سوال کیا جائے کہ صحابہؓ کی

www.ahnafmedia.com

شان اس سے ارفع واعلیٰ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں تو آخر کسی دلیل کی بنا پر ہی صحابہؓ نے جراب پر مسح کیا ہو گا، اگرچہ وہ ہم کو معلوم نہیں تو ہم بھی اسی وجہ سے مسح کر لیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر صحابہؓ سے کوئی نقلی دلیل ہے تو وہ کہاں ہے کیسی ہے؟ جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے ہم قرآن اور متواتر حدیث کے مضمون کو کیوں چھوڑیں اور اگر صحابہؓ کے فعل سے استدلال کیا جائے تو اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے کہ اس میں اجتہاد کو دخل ہے اور پھر یہ بھی تو معلوم نہیں کہ صحابہؓ کون سی جراب پر مسح کیا کرتے تھے؟ جب تک ان تمام باتوں کی وضاحت نہ ہو جائے ہم کتاب اللہ کے مضمون کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ واللہ اعلم

فتاویٰ نذیریہ ص ۳۳۶ تا ص ۳۳۲ ج ۱ | سید محمد نذیر حسین

مسئلہ نمبر ۳ مرد، عورت کی نماز میں فرق

غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ یہ بات نہ قرآن سے ثابت کر سکتے ہیں اور نہ کسی صحیح، صریح، مرفوع حدیث سے، صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ ہم اس مسئلہ کی تفصیل مجموعہ رسائل جلد اوّل حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی میں کر دی ہے۔ غیر مقلدین کے مشہور عالم دین حضرت مولانا داؤد غزنویؒ کے والد گرامی حضرت مولانا عبد الجبار غزنویؒ کا ایک فتویٰ فتاویٰ علماء حدیث سے بجنسہٖ نقل کرتے ہیں۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بعض مسائل میں مرد اور عورت کی نماز میں فرق ہے۔ اور خود غیر مقلدین بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

سوال: عورتوں کو نماز میں انضمام کرنا چاہیے یا نہ؟ بینوا توجروا۔

الجواب وھو الموفق للصواب: ابوداؤد اپنے مراسیل میں اور بیہقی سنن کبریٰ میں زید بن ابی حبیب سے مرسلاً روایت کرتے ہیں: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض فان المرأۃ لیست فی ذلک کالرجل واخرج البیھقی مرفوعاً اذا سجدت المرأۃ الصقت بطنھا فخذھا کاستر ما یکون لھا[1] اور اسی پر تعامل اہل سنّت مذاہب اربعہ وغیرہ سے چلا آیا ہے۔

حافظ ابن القیمؒ زاد المعاد میں لکھتے ہیں: ولھذا شرع فی حق الاناث من الستر والخفر ما لا یشرع مثلہ للذکور فی اللباس وارخاء الذیل شبراً او اکثر وجمع نفسھا فی الرکوع والسجود دون التجافی۔

شرح وقایہ وہدایہ وغیرہ کتب حنفیہ میں لکھا ہے: والمرأۃ تنخفض فی السجود وتلحق بطنھا بفخذیھا۔ ابن ابی زید مالکیؒ نے اپنے رسالہ میں جو مذہب امام مالکؒ میں متون معتبرہ سے ہے لکھتے ہیں: وھی ای المرأۃ

[1] تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپؐ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو سمٹ کر سجدہ کرو کیونکہ عورت اس فعل میں آدمی کی طرح پر نہیں ہے اور بیہقی نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا لے اس میں زیادہ پردہ ہے۔ ۱۲ (علوی) [2] عورتوں کے لیے (نماز میں) لباس کے ساتھ اور پلو ایک بالشت یا زیادہ چھوڑنے کے ساتھ پردہ کرنا اور اپنے بدن کو رکوع اور سجدہ میں اکٹھا کرنا اور جھکانا اسقدر شروع ہے جو مردوں کے لیے اتنا نہیں ۱۲ [3] اور عورت سجدوں میں جھک جائے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے ملائے ۱۲

www.ahnafmedia.com

فی ہیئۃ الصّلوۃ مثلہ (ای مثل الرجل) غیر انہا تنضم ولا تفرج فخذیہا ولا عضدیہا وتکون منضمۃ منزویۃ فی جلسنہا و سجودھا وامرھا کلہ [۱] امام نووی منہاج میں (جو فقہ شافعیہ میں معتبر متن ہے) لکھتے ہیں: وتضم المرأۃ ومخنثی [۲] شہاب الدین احمد رملی شافعی نہایۃ المحتاج میں منہاج کی اس عبارت مذکور پر لکھتے ہیں: فیضم کل منہما بعضہ الی بعض ولو فی خلوۃ فیما یظہر لما فی تفریقہما من التشبۃ من الرجال [۳] شرح اقناع (جو حنابلہ کی معتمد کتاب ہے) میں لکھتے ہیں: والمرأۃ کالرجل فی ذلک لانہا تجمع نفسہا فی الرکوع و السجود وجمیع احوال الصّلوۃ وتجلس متربعۃ او تسدل رجلیہا عن یمینہا وھو افضل لانہ غالب فعل عائشۃ واشبہ بجلسۃ الرجل انتہی۔ [۴] اور دونوں پاؤں کو دائیں طرف نکال کر بیٹھنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قعدہ اخیرہ میں ثابت ہے۔ جب مردوں کے واسطے اس کی ممانعت

---

[۱] اور عورت صورت میں نماز مرد کی طرح ہے صرف اتنا فرق ہے کہ عورت سمٹ کر رہے اور اپنے بازو اور رانوں کو کشادہ نہ کرے بلکہ اپنے سجدے اور بیٹھنے اور نماز کے سب کاموں میں مل کر رہے۔ [۲] عورت اور مخنث (نماز میں) سمٹ کر رہیں ۱۲۔ [۳] پس ہر ایک عورت اور مخنث (نماز میں اپنے) بعض (جسم) کو بعض سے ملاوے اگرچہ خلوت میں ہو۔ ظاہر یہی ہے اسلئے کہ بعض جسم کو علیحدہ کرنے میں مردوں سے مشابہت ہوتی ہے ۱۲۔ [۴] عورت نماز میں مرد کی طرح ہے مگر عورت اپنے جسم کو رکوع اور سجدوں اور تمام کے احوال میں اکٹھا کرکے رکھے اور (بیٹھنے کے وقت) چوکڑی مار کر بیٹھے یا اپنے دونوں پاؤں کو اپنی داہنی طرف نکال کر بیٹھے اور یہ (پچھلی صورت) بہتر ہے اس لیے کہ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کا اکثر یہی طریقہ تھا اور

نہیں تو عورتوں کے واسطے بسبب تستر کے بالاولیٰ ممانعت نہیں۔ ابوداؤد صفت صلوٰۃ نبویہ میں ابوحمید سے مروی ہے: فاذا کان فی الرابعۃ افضی بورکہ الیسری الی الارض واخرج من ناحیۃ واحدۃ [۱] غرض کہ عورتوں کا انضمام وانخفاض نماز میں احادیث وتعامل جمہور اہل علم از مذاہب اربعہ وغیرہ سے ثابت ہے اس کا منکر کتب حدیث وتعامل اہل علم سے بے خبر ہے۔ واللہ اعلم۔

حررہ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما

فتاویٰ علماء حدیث ص۱۴۸، ج۳، ص۱۴۹، ج۳ (فتاویٰ غزنویہ ص۲۷، ۲۸)

مسئلہ نمبر۴ : ننگے سر نماز پڑھنا

مولانا محمد اسمٰعیل سلفی غیر مقلد کا فتویٰ

سوال : بدن پر کپڑے ہوتے ہوئے سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھ دیتا اور کوئی عذر بھی نہ ہو اور ہمیشہ اس طرح نماز پڑھنا، اگرچہ فرض نماز باجماعت مسجد ہو اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا اس طرح نبی علیہ الصّلوٰۃ والسلام یا صحابہ سے ثبوت ملتا ہے؟ اگر ملتا ہے تو عبارت مع صفحہ تحریر فرمادیں۔

۲۔ ننگے سر نماز پڑھنی افضل ہے یا سر ڈھانک کر، اگر سر ڈھانک کر نماز پڑھنی افضل ہے تو اسکی دلیل پیش فرمائیے گا؟

(عبداللہ خطیب جامع مسجد اہل حدیث ڈیرہ غازیخاں)

---

[۱] جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت میں بیٹھتے تو اپنے بائیں طرف [illegible] زمین سے لگا دیتے اور دوسری طرف سے اپنے پاؤں مبارک نکال دیتے ۱۲۔

www.ahnafmedia.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الجواب : وباللہ التوفیق : متذکرہ صدر سوال پر تین وجوہ سے غور کیا جا سکتا ہے۔ ۱۔ مطلق جواز اور اباحت کے لحاظ سے، ۲۔ افضلیت یعنی آنحضرتؐ اور صحابہؓ کے عام عمل کے لحاظ سے، ۳۔ حرمت اور عدم جواز کے لحاظ سے۔

نماز میں ستر مغلظ (شرمگاہ) کا ڈھانپنا بالاتفاق ضروری ہے ان میں سے اگر کوئی حصہ ننگا ہو تو نماز نہیں ہوگی اور ان اعضاء کا ننگا رکھنا شرعاً حرام ہے۔ بہز بن حکیم سے مروی ہے: اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ (رواہ الخمسۃ الا النسائی) بیوی اور مملوکہ کے سوا اعضاء ستر دیکھنے کا کسی کو موقع نہ دے۔

شوکانی فرماتے ہیں: والحق وجوب ستر العورۃ فی جمیع الاوقات الا وقت قضاء الحاجۃ وافضاء الرجل الی اھلہ۔ اھ (نیل الاوطار ص۶۴ ج۲)

حد ستر میں اہلِ علم مختلف ہیں۔ جمہور ناف سے گھٹنے تک ڈھکنا ضروری سمجھتے ہیں بعض صرف ران ڈھانپنا واجب سمجھتے ہیں۔ امام احمد اور امام مالک سے ایک روایت میں آیا ہے: العورۃ القبل والدبر۔ (نیل الاوطار ص۶۴ ج۲) غرض ستر کی جو حد بھی اہلِ علم کے نزدیک ہے اگر اسے ننگا رکھا جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ اعضاء ستر کو ویسے بھی ننگا رکھنا درست نہیں۔ نماز میں تو قطعاً حرام اور ناجائز ہوگا۔ سر چونکہ بالاتفاق اعضاء ستر میں نہیں اس لیے اگر کسی وقت ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز بالاتفاق جائز ہوگی اس کے لیے نہ بحث کی ضرورت ہے نہ احادیث کی ٹٹول کی ضرورت، جس طرح کوئی پنڈلی، پیٹ، پشت وغیرہ اعضاء ننگے ہوں تو نماز جائز ہے سر ننگے بھی درست ہے لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہیے۔

امام اگر نماز کے بعد پاؤں آسمان کی طرف کرے یا مقتدی کوئی ایسی حرکت کریں حدیث میں اس سے رکاوٹ ثابت نہیں ہوگی لیکن عقل مند ایسا کرنے سے پرہیز کرے گا۔ ننگے سر کی عادت بھی قریباً اسی نوعیت کی ہے۔ جواز کے باوجود ایسی عادات عقل و فہم کے خلاف ہیں۔ عقل مند اور متدین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

آنحضرت، صحابہ کرام اور اہلِ علم کا طریق وہی ہے جواب تک مساجد میں متوارث اور معمول بہا ہے۔ کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت کا جواز ثابت ہو خصوصاً با جماعت فرائض میں بلکہ عادت مبارک یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے تھے۔

امام بخاری فرماتے ہیں: باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب وقول اللہ تعالیٰ: خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ومن صلی ملتحفا فی ثوب واحد ویذکر عن سلمۃ بن الاکوع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یزرہ ولو بشوکۃ۔ فی اسنادہ نظر۔ الخ۔ (صحیح بخاری مع فتح مطبوعہ مصر ص۳۱۸ ج۱) امام بخاری کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ زینت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اعضاء ستر ڈھانپنے کے علاوہ اچھے کپڑوں میں ادا کی جائے۔ عام ذہن کے لوگوں کو اس قسم کی احادیث سے غلطی لگی ہے کہ ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو سر ننگا رہے گا۔ حالانکہ ایک کپڑے کو اگر پوری طرح لپیٹا جائے تو سر ڈھکا جا سکتا ہے۔

اس مضمون کی احادیث امِّ ہانی، ابوہریرہ، جابر بن عبداللہ، سلمہ بن اکوع، عمر بن ابی سلمہ، طلق بن علی وغیرہ سے صحیح بخاری، سنن ابی داؤد وغیرہ دواوینِ سنّت میں موجود ہیں لیکن کسی میں سر ننگا رکھنے کا ذکر نہیں خصوصاً جس میں عادت اور کثرتِ عمل ثابت ہو، پھر احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صورت یا تو صرف اظہار جواز کے لیے ہے، یا کپڑوں کی کم یابی کی وجہ سے۔ ان حالات سے جواز یا اباحت تو ثابت ہو سکتی ہے سنّت یا استحباب ظاہر نہیں ہوتا۔ حضرت ابوہریرہؓ

www.ahnafmedia.com

کی روایت میں ہے: اولکلکم ثوبان۔ (ابوداؤد ص۲۱۹) طلق کی روایت میں ہے او کلکم یجد ثوبین۔ (ابوداؤد مع عون ص۲۴۱) کیا سب کو دو کپڑے میسّر آسکتے ہیں ؟

حضرت عمرؓ کے اثر میں مزید تفصیل ملتی ہے حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں قام رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسئلہ عن الصلوٰۃ فی الثوب الواحد فقال اوکلکم یجد ثوبین. ثم سئل رجل عمر فقال اذا وسع اللہ فاوسعوا جمع رجل علیہ ثیابہ صلّی رجل فی ازار ورداء فی ازار وقمیص فی ازار وقباء فی سراویل ورداء فی سراویل وقمیص فی سراویل وقباء فی تبان وقباء فی تبان و قمیص قال واحسبہ فی تبان ورداء۔ (صحیح بخاری ص۲۶۳) حضرت عمرؓ سے ایک آدمی نے ایک کپڑے میں نماز کے متعلق دریافت کیا حضرت عمرؓ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ وسعت دے تو نماز میں بھی وسعت سے کام لینا چاہیے۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ نے حسب استطاعت نماز میں لباس کی مختلف قسموں کا ذکر فرمایا۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد حکم ہو یا صرف خبر اس میں کپڑوں کی قلت اور عدم استطاعت صراحۃً سمجھ میں آتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر پورے کپڑے میسر ہو سکیں اور کوئی مانع نہ ہو تو تکلف سے مسکنت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ ابن منیر فرماتے ہیں: الصحیح انہ کلام فی معنی الشرط کانہ قال ان جمع رجل علیہ ثیابہ فحسن۔ اھ۔ (فتح ص۳۲۴) اگر ایک سے زائد کپڑے نماز میں استعمال کرے تو بہتر ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وفی ھذا الحدیث دلیل علی وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب لما فیہ من ان الاقتصار علی الثوب الواحد کان لضیق الحال وفیہ ان الصلوٰۃ فی الثوبین افضل من الثوب الواحد وصرح القاضی عیاض بنفی الخلاف فی ذالک۔ اھ۔ (فتح الباری ص۳۲۴) اس حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ مستطیع کے لیے زیادہ کپڑوں میں نماز پڑھنا واجب ہے کیونکہ ایک کپڑے کی اجازت صرف ضیق کی وجہ سے تھی اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نماز میں دو کپڑے استعمال کرنا افضل ہے غرض کسی حدیث سے بھی بلا عذر ننگے سر نماز کو عادت اختیار کرنا ثابت نہیں محض بے علمی یا بدعملی یا کسی کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے بلکہ جہلاء تو اسے سنّت سمجھنے لگے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اسکی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ ابن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

ذکر فرماتے ہیں۔ اذا صلی احدکم فلیاتزر ولیرتد۔ اھ (سنن الکبریٰ ص۲۳۵) نافع فرماتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ مرفوعاً فرماتے ہیں: اذا صلی احدکم فلیلبس ثوبیہ فان اللہ عز وجل احق ان یزین لہ... الخ (سنن الکبریٰ) نافع فرماتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ نے مرفوعاً فرمایا نماز دو کپڑوں میں پڑھو۔ اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ نافع فرماتے ہیں میں ایک دن اونٹوں کی گھاس کے سلسلہ میں نماز سے پیچھے رہ گیا۔ عبداللہ بن عمرؓ آئے تو میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کیا تمھارے پاس دو کپڑے نہیں؟ میں نے عرض کیا دو ہی موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا: ارءیت لو بعثتک الی بعض اھل المدینۃ اکنت تذھب فی ثوب واحد؟ قلت لا۔ قال واللہ احق ان یتجمل لہ؟ الخ۔ (بیہقی سنن ص۲۳۶) اگر میں مدینہ میں کسی کے پاس تمھیں بھیجتا تو تم ایک کپڑے میں چلے جاتے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ ان احادیث میں سر ڈھانپنے کی صراحت نہیں لیکن دو کپڑوں سے سر ڈھانپنے کا زیادہ امکان ہو جاتا ہے۔ کپڑا موجود ہو تو سر ننگے نماز ادا کرنا یا ضد سے ہوگا یا قلّتِ عقل سے۔ نیز یہ ثابت ہوتا ہے کہ اچھے کپڑوں کے ساتھ تجمل سے نماز پڑھنا مستحب اور مسنون ہے۔ آیت خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ کے مضمون سے بھی اسی سے وضاحت ہو جاتی ہے۔

ابوداؤد میں ایک اثر ہے جس سے شاید کوئی کم سواد آدمی استدلال کرے حدثنا عبداللہ بن محمد الزھری ثنا سفیان بن عیینۃ قال رأیت شریکاً صلّی بنا فی جنازۃ العصر فوضع قلنسوتہ بین یدیہ یعنی فی فریضۃ۔ (ابوداؤد ص۲۵۶ مع عون) یعنی شریک نے فرضوں کی نماز بوقت عصر ٹوپی اتار کر پڑھی اور ٹوپی اپنے سامنے رکھی۔ اھ۔ اوّل تو یہ نہ مرفوع حدیث ہے نہ کسی صحابی کا اثر۔ دوم معلوم نہیں یہ شریک کون بزرگ ہیں۔ شریک بن عبداللہ نخعی تبع تابعی ہیں یا شریک بن عبداللہ بن ابی نمر تابعی۔ ان دونوں میں کم و بیش ضعف ہے لیکن یہ ان کا عمل ہے جو کسی طرح بھی قابلِ حجّت نہیں۔ سوم امام ابوداؤدؒ نے اسے باب الخط اذا لم یجد عصاً میں ذکر فرمایا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہاں ضرورتاً سر ننگا رکھا گیا ہے کیونکہ جب انھیں سترہ کے لیے کوئی چیز

www.ahnafmedia.com

نہ ملی تو انھوں نے سُترہ کا کام ٹوپی سے لے لیا۔ ضرورت اور عذر سے سر ننگا رکھا جائے تو اس میں بحث نہیں۔ بحث اس میں ہے کہ فیشن اور عادت کے طور پر نماز میں سر ننگا رکھنا کہاں تک درست ہے؟ حافظ عینی نے شرح بخاری میں مختلف مذاہب کے ذکر میں تفصیل سے کام لیا ہے۔ ان کی بحث کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ایک کپڑے میں درست ہے لیکن جب وسعت ہو کپڑے بستر آسکیں تو پھر ایک پر اقتصار مستحسن نہیں۔ حافظ ابن قدامہ مقدسی فرماتے ہیں: الفصل الثانی فی فضیلۃ وھو ان یصلی فی ثوبین او اکثر فانہ ابلغ فی الستر یروی عن عمرؓ انہ قال اذا وسع اللہ فاوسعوا۔ اھ (ص۲۱ج۲ مغنی ابن قدامہ مع الشرح) یعنی فضیلت اس میں ہے کہ دو یا دو سے زیادہ کپڑوں میں نماز ادا کرے کیونکہ اس میں ستر اور پردہ زیادہ ہے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے جب اللہ تعالیٰ مال میں وسعت فرمائیں تو آدمی کو وسعت سے کام لینا چاہیے اس کے بعد تمیمی کا قول ذکر فرمایا ہے۔ الثوب الواحد یجزی والثوبان احسن والاربع اکمل قمیص و سراویل وعمامۃ وازار۔ اھ (ابن قدامہ ص۶۲) ایک کپڑا جواز نماز کے لیے کافی ہے دو کپڑے بہتر ہیں چار ہوں تو نماز اور کامل ہو گی قمیص، پاجامہ، پگڑی اور ازار۔

ان تمام گزارشات سے مقصد یہ ہے کہ سر ننگا رکھنے کی عادت اور بلا وجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں یہ عمل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے۔ یہ اور بھی نامناسب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پگڑی کے متعلق تحنیک کا رواج تھا، یعنی پگڑی کا ایک لپیٹ گردن کے نیچے سے باندھتے تھے آج کی عربی پگڑیاں اور ہماری پگڑیاں اس وقت کی پگڑیوں سے وضع میں مختلف ہیں ایسی پگڑی کا اتارنا اور بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ وللتفصیل وقت اخر۔

ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل و فراست سے متعلق ہے اگر اس جنس لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ ضرورت اور اضطرار کا باب اس سے الگ ہے۔

والسلام

(فتاویٰ علماء حدیث ص۲۸۶/ج۴ تا ص۲۸۹/ج۴)

تمت بالخیر

www.ahnafmedia.com

ہماری مطبوعات

1......امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر اعتراضات کے جوابات	225
2......فقہ حنفی پر اعتراضات کے جوابات	225
3......حقائق الفقہ بجواب حقیقۃ الفقہ	250
4......آفتاب محمدی بجواب شمع محمدی	150
5......سرور العینین فی تکبیرات العیدین	30
6......جرابوں پر مسح غیر مقلد علماء کی نظر میں	30
7......مسائل اربعہ غیر مقلد علماء کی نظر میں	30
8......ننگے سر نماز غیر مقلد علماء کی نظر میں	30
9......علمائے اہل سنت کی تصنیفی خدمات	150
10......ترجمان احناف	225
11......تعارف فقہ	250
12......رکعات تراویح	90
13......نظام الاسلام یعنی ۲۵ مسائل	120
14......مجموعہ رسائل مولانا محمد امین اوکاڑوی ۴ جلدیں	600
15......مجموعہ رسائل مولانا رشید احمد گنگوہی	120
16......منزل	5
17......مجموعہ وظائف	100
18......خاص خاص سورتیں اوران کے فضائل	12
19......امام مرغینانی	30
20......شجرہ طریقت مع کتب تصوف کا تعارف	30

ملنے کا پتہ

پیر جی کتب خانہ محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر ۱ مکان نمبر 36/C کالج روڈ گوجرانوالہ

فون نمبر: 055-4445401

www.ahnafmedia.com